ترتیب : اشتیاق احمد
صدر اہل حدیث یوتھ فورس گجرات

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی ایک تقریر

موضوع : کراچی کے حالات

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضرات کراچی کے اندر اور حیدر آباد کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے اور جو ہوا ہے وہ نتیجہ ہے مسلسل حکمرانوں کی طرف سے بالخصوص اور ہماری طرف سے بالعموم اسلام سے روگردانی کا ۔ حقیقی بات ہے برصغیر کے اندر مختلف زبانیں بولنے والے ' مختلف تہذیبیں رکھنے والے ' مختلف شناختوں کے حامل ' مختلف لباس پہننے والے ' مختلف چال ڈھال اور بولی بولنے والے لوگ اکٹھے اس لئے پاکستان کے پرچم تلے اکٹھے ہوئے کہ ایک اللہ پر ایمان اور ایک رسول پر ایمان اور ایک کتاب پر اعتماد اور یقین تھا ورنہ جہاں تک زبان کا ' چال ڈھال کا ' لباس کا تعلق ہے لاہور کے شہری اور امرتسر کے ہندوؤں کے زیادہ قریب تھے ۔ لیکن انہوں نے امرتسر کے سکھوں سے اپنا رشتہ توڑا ۔ مشرقی پاکستان کے بنگالیوں نے سندھ کے باسیوں سے ' بلوچی بولنے والوں سے اپنا رشتہ جوڑا ۔ اس لئے ان سب کو لا الہ الا اللہ کے کلمہ کی ایک لڑی میں منسلک کر رکھا تھا ۔ یہ سبب تھا برصغیر میں پاکستان کے وجود میں آنے کا ۔ آپ سب لوگ اس بات سے آشنا ہیں کہ پاکستان کو جب بنایا جا رہا تھا تو مسلمانوں نے بغیر رنگ و نسل کے اس کے بنانے میں کس قدر ایثار اور قربانی کا ساتھ دیا تھا ۔ لوگ اپنے معصوم بچوں کو اپنے سامنے سکھوں کی کرپانوں سے کٹتا ہوا دیکھ رہے تھے ۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ تقدس مآب بوڑھے جس کے ماتھے اور چہروں کو دیکھ کر آسمان کا چہرہ بھی شرما جاتا تھا انہیں نیزوں پہ لٹکایا گیا میں نوکوں میں رکھا گیا ۔ وہ بیٹیاں جن کے چہروں کو کبھی آسمان نے بھی نہیں دیکھا تھا وہ باحیا بیٹیاں بغیر دوپٹے اور چادروں کے گھروں سے نکال دی گئیں ۔ ان کی عزتوں کو لوٹا گیا اور جو ایک ملک بنا جو ساری کائنات کے ملکوں سے الگ حیثیت

رکھتا تھا ۔ ایسا ملک جس ملک کو دوسرے ملک سے جدا کرنے کے لئے درمیان میں دریا اور پہاڑ حائل نہ تھے ۔ آپ اگر دنیا کے سفر پر جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ ایک ملک جب دوسرے ملک سے جدا ہوتا ہے تو ان ملکوں کے درمیان پہاڑ ہوتے ہیں بڑے بڑے ۔ دونوں ملکوں کے درمیان دریا ہیں ۔ دونوں ملکوں کے درمیان ایک الگ قسم کا رنگ ہے ان کی زمین الگ ہے ان کا رنگ الگ ہے ۔ ان کا ڈھنگ الگ ہے ۔ ان کی بولی الگ ہے ان کی ڈھولی الگ ہے ان کی چال الگ ہے ان کا چلن الگ ہے ۔ ان کی رفتار الگ ہے ان کی گفتار الگ ہے لیکن پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جو سرحد ہے وہ اس لحاظ سے غیر قدرتی ہے کوئی دریا نہیں ۔ کوئی پہاڑ نہیں ہے ۔ رنگ اور نسل کا کوئی فرق نہیں ہے بلکہ گجرات کے اس پار کے لوگ بھی اس طرح کا رنگ روپ رکھتے ہیں جس طرح کا ہمارا رنگ روپ ہے ۔ لاہور سے اس پار زمین بھی اسی طرح ہے جس طرح لاہور کی ۔ اسی طرح سے ہمارے پنجابی زبان کے وہی محاورات ہیں جو کہ ہمارے ہاں جہلم تک اور ملتان تک رائج ہیں لیکن ہمارے اور ان کے درمیان ایک معنوی سرحد ہے ۔ اور سرحد ہے اس بات کی کہ ہم مدینے والے امام محمد عربی کا کہا ماننے والے ۔ ایک خدا کی پرستش کرنے والے اور وہ لاتعداد بتوں کے آگے جھکنے والے ۔ محمد عربی کا انکار کرنے والے ۔ یہ ہمارے درمیان فرق ہے اور اس کی بنیاد پر ہم نے غیر شرعی کئی دیواریں ہندوستان کی طرف بڑھا دی ہیں اور کہا گیا یہ وہ ملک ہے جس میں اگر نظام چلے گا تو رب کا چلے گا ۔ اگر دستور چلے گا تو قرآن کا چلے گا اگر قانون چلے گا تو محمد عربی کا چلے گا ۔ یہ ہے اس ملک کو آزاد کرانے اور اس ملک کے وجود میں لانے کا سبب لیکن بد قسمتی سے اس چیز کو فروغ دینے کی بجائے ہم نے ان سہاروں کو آپس میں اس طرح تراشا جو کہ ابھی تک ہمارے رابطے کا سبب نہیں بنے ۔ میں لمحہ بھر کے لئے آپ کو مشرقی پاکستان کے پہلے کے حالات سنانا چاہتا ہوں ۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ایوب خان کے دور میں مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان محبت پیدا کرنے کے لئے تعلقات استوار کرنے کے لئے ایک بلبل اکیڈیمی بنائی گئی جس کے اندر

ناچنے والے رکھے گئے ۔ ناچنے والیاں رکھی گئیں ۔ بنگال کی بھی ' پنجاب کی بھی ' بلوچستان کی بھی ' سرحد کی بھی اور سندھ کی بھی اور یہ کہا گیا کہ یہ بلبل اکیڈیمی کے افراد ناچ اور گا کر بنگالیوں اور مغربی پاکستان کے درمیان محبت بڑھائیں گے ۔ یہ رابطہ پیدا کریں گے ۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ رابطہ مدھم پڑ گیا ۔ جس رابطے نے اتنی دور واقع ملک کو اس ملک سے ملا رکھا تھا اور الگ زبان ' الگ تہذیب ' الگ شناخت کے باوجود ان دونوں ملکوں کو ایک جسم کی مانند بنا رکھا تھا ۔ ملک کٹ گیا بلبل اکیڈمی بھی چلی گئی ۔ بلبل اکیڈمی کا بنانے والا بھی چلا گیا ۔ اس کے بعد ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہئے تھی ۔ اس بات سے کہ باقی ماندہ ملک جو کہ چار صوبوں پر مشتمل ہے اور جس میں پانچ زبانیں ' پشتو بولنے والے ' پنجابی بولنے والے ' سندھی بولنے والے ' بلوچی بولنے والے اور اردو بولنے والے لوگ بستے ہیں ۔

ہم بجائے اس بات کے کہ ملک کو اکٹھا کرتے ' کٹنے سے بچاتے اور ملک کے کٹنے سے عبرت حاصل کرتے ' نصیحت پکڑتے اور ان رابطوں کو پختہ کرنے کی کوشش کرتے جن سے ہمارے درمیان محبت پیدا ہو جاتی اور نفرتیں ختم ہو جاتیں ' دوریاں مٹ جاتیں ۔ ہم نے پھر اس روش کو اختیار کیا ہے جس روش نے مغربی پاکستان کو مشرقی پاکستان سے جدا کر کے اسے بنگلہ دیش بنایا ۔ افسوس کی بات ہے کہ پھر بھی ہم نے یہ نہ جانا کہ ساری زبانوں کے بولنے والوں کے درمیان اگر کوئی سب سے بڑا رابطہ ہے تو وہ محمد عربی کا ہے ۔ ہم نے یہ نہ سمجھا کہ اس رسول کا ہمارے درمیان سب سے بڑا رابطہ ہے ۔ وہ رابطہ جس نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا تھا :

" یاد رکھو کسی عربی کو عجمی پر ' کسی گورے کو کسی کالے پر ' کسی سرخ کو کسی سیاہ پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے ۔ یاد رکھئے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ۔

ہم نے اس رسول کو بھلا دیا جس نے معراج کی رات آسمان سے واپس آنے کے بعد سب سے پہلے جس کو پکارا تھا وہ نہ مکی تھا نہ مدنی تھا نہ ہاشمی تھا نہ سید تھا ۔ نہ عربی

تھا وہ ایک حبشی غلام تھا ۔ اس کو بلا کر کہا یا بلال ۔ اے بلال ۔ رات کو مجھے جنت کی سیر کرائی گئی ۔ میں نے دیکھا جب میں جنت میں گیا تو تو مجھ سے بھی پہلے جوتوں سمیت جنت میں گھوم رہا تھا ۔ ہم نے اس رسول کو بھلا دیا ۔ اس رسول کو فراموش کر دیا جس نے فارس سے آنے والے مسلمان کو مدینہ کی مسجد کے اندر کھڑا کر کے یہ اعلان کیا تھا ۔ لوگو سن لو آج کے بعد سلمان فارسی نہیں رہا بلکہ سلمان محمدی بن گیا ہے ۔ یہ میرے اہل بیت میں سے ہے اس رسول ہاشمی نے جس نے اپنے سگے چچا ابولہب کو ایمان نہ لانے کی وجہ سے خدا کی یہ وعید سنائی تھی ۔ یہ قرشی بھی ہے یہ ہاشمی بھی ہے مطلبی بھی ہے سید بھی ہے مکی بھی ہے عربی بھی لیکن اسلام سے تعلق نہیں رکھتا اس لئے محمد سے اس کا کوئی رشتہ نہیں ہے ۔ یہ وہ چیز تھی جس کو قوم کے اندر اجاگر کرنا چاہئے تھا

اور سب سے زیادہ حکومت پر یہ فریضہ عائد ہوتا تھا کہ وہ قوم کے اندر اسلام کو فروغ دے ۔ اسلامی قدروں کو فروغ دے ۔ اسلامی رواداری کو فروغ دے ۔ قوم کو رسول ہاشمی کی تعلیمات سے آگاہ کرے ۔ وہ رسول ہاشمی جس نے مکہ مکرمہ میں مقدس مہینے میں کھڑے ہو کر اللہ کے اس گھر کو خطاب کر کے جس کی طرف ساری کائنات کے مسلمان رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اس کعبے کو خطاب کر کے کہا تھا ۔ اے کعبہ تیری عزت اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے لیکن میں آج اس مقدس مہینے میں اس مقدس دن میں اس مقدس بستی میں اس مقدس گھر کو مخاطب ہو کے کہتا ہوں ۔ اے کعبہ سن لے تو اللہ کے قریب بڑا مقرب ہے لیکن ایک مسلمان کی عزت تجھ سے بھی زیادہ ہے ۔ آج ان حکمرانوں نے سرپرستی کی ہے تو کفر کی کی ہے ۔ بے حیائی کی کی ہے اور ضیاء الحق ؟ لوگ ابھی تک سادہ ہیں کہتے ہیں اسلام کا نام تو لیتا ہے اس کا اپنا یہ حال ہے کہ آج سے بیس دن پہلے لاہور کے اندر علامہ شبیر احمد عثمانی کے نام پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی ۔ جس کے اندر ضیاء الحق کو بھی بلایا گیا ۔ ضیاء الحق نے اس کانفرنس سے خطاب کیا اور بڑا اسلام کا وعظ کیا لیکن قول و عمل کے تضاد کو دیکھو نام اسلام کا لیا ۔

کام کیا کیا ۔ آج ہم کو دکھ ہے ۔ اس نے ہم کو زخم لگائے ہیں اس ملک میں زبانوں اور جغرافیہ کی بنیاد پر عصبیت کو فروغ دیا ہے ۔

ہمارے حکمرانوں میں ضیاء الحق تو اسلام کا نام لیتا ہے ۔ بعد میں جنرل سرفراز کے بیٹے کی شادی تھی ۔ مجھے بھی وہاں دعوت تھی ۔ میں گیا وہاں بینڈ بج رہا تھا ۔ میں دروازے سے پلٹ آیا ۔ ضیاء الحق بھی وہاں پہنچتا ہے ۔ اس بینڈ ماسٹر نے اس بینڈ ماسٹر کو دیکھ کر لونگ گواچا گانا شروع کیا ۔ میرا لونگ گواچا یہ گانا شروع کیا ۔ امیر المومنین کو اتنی شرم بھی نہیں آئی کہ ابھی مولانا عثمانی کی کانفرنس سے اسلام کا وعظ بھی کر کے آیا ہوں ۔ وہاں بیٹھ کر جھومتا رہا ہوں ۔ اور جب گانا ختم ہوا تو اپنی جیب سے دو ہزار روپے نقد انعام دیا کہ کمال گانا ہے ۔ اگر اللہ کا عذاب ہم پر نہ آئے گا تو کیا ہو گا ۔ ہم نے اسلام کو بھی ایک جھوٹے نعرے کی طرح بلند کیا ۔ خاص طور پر اس ساڑھے نو سالہ دور میں جس قدر اسلام کو رسوا کیا گیا ۔ اسلام کی جتنی مٹی پلید کی گئی اس کا جتنا مذاق اڑایا گیا اس کی کوئی مثال سابقہ ادوار میں نہیں ملتی ۔ میں نے پچھلے دنوں ایک جگہ تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ پہلے حکمران کفر کا نام لے کر آئے اس حکمران کی بدبختی یہ ہے کہ نظام کفر کا چلاتا ہے نام اسلام کا لیتا ہے ۔ ایک بندہ کہنے لگا چلو نام تو اسلام کا لیتا ہے ۔ میں نے کہا بھئی یہ سب سے بڑا جرم ہے ۔ اس لئے کہ اگر شراب کو شراب کی بوتل میں رکھا جائے گا تو پھر وہی بدبخت شراب کی طرف ہاتھ بڑھائے گا جو اپنے ایمان کو ویران کر چکا ہو ۔ اپنے آپ کو محمد کی بغاوت پر آمادہ کر چکا ہو ۔ لیکن اگر شراب کی بوتل کو روح افزا کی بوتل سمجھ کر بیچا جائے اور اس پر اس اسلام کا لیبل لگایا جائے ۔ کتنے معصوم اور کتنے بے گناہ ایسے ہوں گے جو شراب کو روح افزا سمجھ کر پی لیں گے ۔ اس بدبخت نے یہی کیا ہے ۔ کہ اسلام کا نام لے کر کفر کے نظام کو رائج کیا ہے ۔ آپ حضرات نے اخبارات میں ایک ہفتہ پہلے پڑھا ہو گا ۔ امیر المومنین خلیفہ المسلمین جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے طوائفوں کے ساتھ معاہدہ کیا ہے ۔ بدکار عورتوں کے ساتھ ۔ امیر المومنین کو معاہدہ کرنے کے لئے بھی طوائفیں ہی ملیں ۔ اس

کی حکومت نے بدکار عورتوں سے معاہدہ کیا کہ بی بیو تم اپنا گناہ کا کاروبار ضرور کرو ۔ ناچ گانا بھی کرو ۔ بدکاری کا اڈا بھی قائم رکھو ۔ لائسنس بھی ہم سے لو ۔ ہم تمہیں تحفظ بھی دیتے ہیں ۔ بس ذرا پردے تان لیا کرو ۔ یہ اخبارات میں چھپا ہے ۔ اس حکومت نے کتنا اسلام کو رسوا کیا اور کہتے کیا ہیں ۔ کہتے ہیں حدود آرڈیننس جاری کرو ۔ حدود آرڈیننس میں سب سے بڑی حد زنا کی سزا ہے ۔ زنا کے اڈوں کو لائسنس دیا ہوا ہے اور زنا کی حد مقرر کیا ہو گی ۔ یہ تو وہی پنجابی کی مثال ہوئی کہ چور کو کہا چلو اور کوتوال کو کہا کہ وہ چور جا رہا ہے ۔ وہ حکومت کم از کم اسلام کا نام تو نہیں لیتی ۔ طوائفوں کو لائسنس دینا اس حکومت کا کارنامہ ہے ۔ چودہ دسمبر کی تاریخ یاد رکھنا ۔ تیرہ دسمبر ۔ بارہ دسمبر کو ساہیوال کے بدکاری کے اڈے میں گناہ بازار میں ایک اچھے تھانیدار نے ۔ ہر محکمہ میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں ۔ اس نے یہ سمجھا کہ اس بدکاری کے اڈے کو میں ختم تو کر نہیں سکتا اس برائی کو روکنے کے لئے میں یہاں ایک پولیس کی چوکی قائم کر کے لوگوں کو شرم دلا سکتا ہوں ۔ کہ لوگ پولیس کے سامنے سے گزرتے ہوئے شرمائیں گے ۔ اس نے اعلان کردیا کہ میں نے اس بدکاری کے اڈے میں ایک پولیس چوکی قائم کروی ہے ۔ طوائفیں اٹھیں اور لاہور ہائی کورٹ کی عدالت میں مقدمہ دائر کردیا ۔ کہ جناب اس تھانیدار نے پولیس کی چوکی قائم کر کے ہمارے کاروبار میں مداخلت کی ہے

ضیاء الحق کے قانون میں ہمیں نہ صرف اجازت ہے بلکہ ہم سے ٹیکس لیا جاتا ہے ۔ فیس وصول کی جاتی ہے ۔ اس تھانیدار کو ہمارے کاروبار میں مداخلت سے روکا جائے ۔ ۱۴ ر دسمبر ۱۳ دسمبر یاد رکھنا ۔ ۱۳ ۔ دسمبر کو لاہور ہائی کورٹ نے تاریخی فیصلہ دیا ۔ ۱۴ ۔ دسمبر کے اخبارات میں چھپا ہے ۔ سارے اخبارات میں ۔ ہائی کورٹ نے تھانیدار کو حکم دیا اپنی پولیس کی چوکی اٹھاؤ ۔ بدکار عورتوں کے کاروبار میں مداخلت نہ کرو ۔ کیونکہ ملک کے قانون کے اندر ان کو تحفظ دیا گیا ہے ۔ لوگو جب اس طرح کی بد دیانتیاں ہوں گی ۔ اللہ اور رسولؐ سے اس طرح مذاق ہو گا ۔ تو بتاؤ اللہ کی غیرت جوش میں

نہیں آئے گی تو کیا ہو گا

جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں رب قدوس نے کہا ہے " جب کوئی قوم ہمارے قرآن کو بھول جاتی ہے پھر اللہ کا عذاب آتا ہے اور قوموں کو تہ و بالا کر کے چلا جاتا ہے۔

تیسری جگہ رب العزت نے ارشاد فرمایا " دیکھو ان بستیوں کا انجام جن کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا تو وہ رب کی نافرمان بن گئیں۔ پھر اللہ کا عذاب ان پر آیا۔ بستیاں اجڑ کے رہ گئیں۔ کراچی ہو یا حیدر آباد ' پشاور ہو یا کوئٹہ۔ راولپنڈی ہو یا لاہور ایمان کی بات یہ ہے کہ ہماری بستیاں رب کے فرمان کی نافرمان بن گئی ہیں۔

ان نافرمانیوں کے پھیلانے میں حکمرانوں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ انہیں صرف اپنے اقتدار کی ہوس ہے۔ اپنی کرسی کی خواہش ہے۔ اپنی جنگ زرگری میں مشغول۔ ان کو اس بات سے کوئی غرض نہیں قوم کس طرف جا رہی ہے اور ملک کے اساسی نظریۓ پر کس طرح کلہاڑا چلایا جا رہا ہے۔ جی۔ ایم سید کھلم کھلا یہ کہتا ہے میں اسلام کو نہیں مانتا۔ میں پاکستان کو نہیں مانتا۔ میں سندھو دیش بنانا چاہتا ہوں۔ اور اگر سندھو دیش نہیں بن سکتا تو سندھ کو ہندوستان سے ملانا چاہتا ہوں۔ ہمارے حکمرانوں کی منافقت کا یہ حال ہے۔ جب وہی سندھو دیش کا حامی اسلام کا دشمن پاکستان کا دشمن۔ نظریہ پاکستان کا بھی دشمن ضیاء الحق خود خمیرۂ گاؤزبان لے کر اس کی عیادت کرتا ہے۔ ان کی حالت یہ ہے اور اس طرح ملک دشمنوں ' اسلام دشمنوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ سبب کیا ہے۔ سبب یہ ہے کہ غفار خان ہاتھ بلند کر کے ملک توڑنے کا اعلان کرتا ہے۔ صدر مملکت امیر المومنین اس کے لئے ہار لے کر جاتا ہے۔ ہندوستان بھجوانے کے لئے اپنا جہاز اس کو پیش کرتا ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں۔ یہ کیوں کرتے ہیں۔ میں نے کہا یہ اس لئے کرتے ہیں کہ ان کی خواہش ہے ملک میں افراتفری پھیلے۔ لوگ آپس میں لڑیں۔ آپس میں الجھیں اور ہماری حکومت جو ہے وہ چلتی رہے۔ ہماری طرف کسی کی توجہ نہ ہو۔ ان کا مقصد یہ ہے۔ لوگو! آج کراچی کے اندر جو کچھ ہوا '

حیدر آباد میں جو کچھ ہوا اور ملک کے دوسرے حصوں میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ در حقیقت سبب ہے ہماری اللہ کے احکام سے نافرمانی کا ۔ اللہ کے احکام سے بغاوت کا ۔ محمد رسول اللہ کے فرامین سے روگردانی کا ۔ اور جو حکمران اپنی حکومت کو طول دینے کے لئے اس ملک میں فتنہ و فساد کی آگ لگا رہے ہیں وہ نہیں جانتے کہ جب خرمن کو آگ لگتی ہے تو پھر آگ لگانے والا بھی اس آگ سے بچ سکتا نہیں ۔ اللہ سے ڈر جاؤ ۔ خدا سے خوف کھاؤ اور لوگو ان حکمرانوں کو مجبور کرو کہ یہ اقتدار سے الگ ہو جائیں ۔ اور ایسے لوگ اس ملک کے اقتدار پر آئیں جو اس ملک میں اللہ کا قانون نافذ کریں اور محمد کا نظام نافذ کریں ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ جب تک اس ملک میں قرآن و سنت کا نظام نہیں آتا ۔ جب تک لوگوں کو اپنی مرضی کی حکومت منتخب کرنے کا موقع نہیں ملتا جب تک اس ملک میں عوام کی تائید یافتہ حکومت نہیں آتی ۔ اس ملک کے مسائل حل نہیں ہو سکتے اور یاد رکھو سندھی ' بلوچی پشتون اور پنجابی اکٹھے رہ سکتے ہیں جب تک محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو جائیں ۔ ورنہ قومیتوں کا ۔ جغرافیوں کا بت قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا ۔ اللہ کا شکر ہے اہلحدیث یوتھ فورس نے اور جمعیت اہلحدیث نے اس بات کا احساس کرتے ہوئے ملک کے عوام کو اپنے رفقاء اور ساتھیوں کو اس بات سے آگاہ کرنے کے لئے ملک گیر جلسوں کا پروگرام بنایا ۔ سب سے پہلا جلسہ گزشتہ جمعہ کو سیالکوٹ میں ہوا ۔ کل لاہور میں جلسہ ہوا ۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے گجرات میں پھر گوجرانوالہ میں اسلام آباد میں اور ملک بھر میں ۔

ہم صرف یہی صدا لے کر اٹھے ہیں کہ لوگو اللہ کی طرف پلٹ آؤ وگرنہ اللہ چھوٹے چھوٹے عذاب دے کر جھنجھوڑتے ہیں ۔ اگر چھوٹے چھوٹے عذابوں کو دیکھ کر پلٹ آؤ ۔ جاگ جاؤ تو بڑے عذاب سے بچ جاؤ گے ۔ ورنہ اللہ کا بڑا عذاب آئے گا ۔ اور نیست و نابود کر دئے جاؤ گے ۔ یہ چھوٹے چھوٹے عذاب ہمیں جگانے کے لئے ہمیں جھنجوڑنے کے لئے ہیں ۔ آؤ مل کر اللہ کے بڑے عذاب کے آنے سے پہلے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں ۔ اسلام کی طرف پلٹ آئیں ۔ اپنے گناہوں کی معافی

مانگیں اور اس بات کا عہد کریں کہ ہماری زندگی اللہ کے لئے ہے ۔ ہمارا مرنا بھی اللہ کے لئے ہے اور اس کے سوا ملک کو دنیا کی کوئی طاقت اللہ کے عذاب میں مبتلا ہونے سے نہیں بچا سکتی ۔

ملک اندرونی خطرات سے بھی دوچار ہے اور بیرونی خطرات سے بھی دوچار ہے اور خطرات کا مقابلہ صرف ایمان کی قوت سے اسلام کی قوت سے ۔ اس قوت سے جس قوت سے محمد رسول اللہ نے مٹھی بھر مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا تھا ساری دنیا پر غالب بنایا تھا اسی قوت سے ہو سکتا ہے ۔

اللہ سے دعا ہے اللہ ہمیں اسلام سے مکمل طور پر وابستہ ہونے کی اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ۔ کتاب وسنت کو اپنانے کی اور قرآن و سنت کو اس ملک میں رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر

ایک عہد ۔ ایک تحریک

محترم مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری صاحب علامہ صاحب رحمہ اللہ کے ان قریبی ساتھیوں میں سے ہیں جو نہ صرف آپ کی فکر سے متفق بلکہ آپ کے ساتھ جدوجہد میں بھی شریک رہے ۔ علامہ صاحب کے افکار کے ادراک میں قاضی صاحب کا شمار سرفہرست طبقے میں ہوتا ہے ۔ ان کی یہ کتاب علامہ صاحب کی شخصیت جدوجہد اور افکار کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہے ۔ قاضی صاحب نے بڑی عرق ریزی سے کام لے کر واقعات و حالات کو مرتب کیا ہے اللہ تعالی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے ۔ تفصیلی تبصرہ تو کسی اور شمارے میں شائع کیا جائے گا تاہم اس موقعہ پر قارئین مجلہ سے التماس ہے کہ وہ اس کتاب سے استفادہ کرنے میں کوتاہی نہ کریں ۔

محترم ڈاکٹر سبطین لکھنوی صاحب کی کاوش بھی قابل تحسین ہے ۔ ان کی تصنیف بھی بازار سے دستیاب ہے ۔ اللہ تعالی انہیں بھی جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین

ادارہ